دنیا کے اُس پار

موت کی دہلیز تک پہنچ کر واپس آنے والے لوگوں کے تاثرات اور قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کا جائزہ

تحریر:

شیخ الاسلام فقیہ العصر

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

ادارہ اسلامیات

لاہور — کراچی

عرض ناشر

شیخ الاسلام فقیہ العصر حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم عالم اسلام کی وہ ممتاز علمی شخصیت ہیں جن کی عربی، اردو، انگریزی تحریروں سے بحمد اللہ عالم اسلام کا ایک بہت بڑا حصہ سیراب ہو رہا ہے۔

زیر نظر رسالہ بھی ایک اچھوتے موضوع پر ان کا ایک مضمون ہے جو مئی ۱۹۹۶ء میں روزنامہ جنگ کے اوراق صفحات پر تین قسطوں میں شائع ہوا۔ یہ موضوع انوکھا بھی ہے اور دلچسپ بھی۔ اس مضمون کو محفوظ رکھنے کے لئے اب رسالہ کی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ اہل نظر اس کی قدر کریں گے۔

مضمون کے آخر میں دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی سے جاری ہونے والے ایک فتویٰ کو بھی شامل کر دیا گیا ہے کیونکہ فتویٰ میں مضمون کا پورا خلاصہ آسان انداز سے آگیا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت موصوف مد ظلہم کے فیوض کو عام سے عام تر فرمائیں اور انہیں اپنی بارگاہ سے جزائے خیر عطا کریں۔

والسلام

اشرف برادران سلمہم الرحمٰن

ادارہ اسلامیات، لاہور، کراچی

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا کے اس پار

(1)

مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ اس سوال کا قطعی اور یقینی جواب صرف قرآن کریم اور متواتر احادیث ہی سے معلوم ہو سکتا ہے' آج کوئی بھی شخص اپنے مشاہدے کی بنیاد پر اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا اس لئے کہ جو شخص واقعۃً موت سے ہمکنار ہو جاتا ہے وہ پلٹ کر یہاں نہیں آتا ۔

کاں را کہ خبر شد ' خبرش باز نیامد

لیکن چند سال پہلے ایک کتاب میرے مطالعے میں آئی جس میں کچھ ایسے لوگوں کے دلچسپ تجربات ومشاہدات جمع کیے گئے ہیں جو موت

کی دہلیز تک پہنچ کر واپس آگئے اور انہوں نے تفصیل سے بتایا کہ انہوں نے موت کے دروازے پر پہنچ کر کیا دیکھا؟ کتاب کا نام Life After Life (زندگی کے بعد زندگی) ہے اور یہ ایک امریکی ڈاکٹر ریمنڈ اے مودی (Raymond A Moodi) کی لکھی ہوئی ہے' ڈاکٹر مودی اصلاً فلسفے کے پی ایچ ڈی ہیں' پھر انہوں نے میڈیکل سائنس کے مختلف شعبوں میں کام کیا ہے' بالخصوص نفسیات اور فلسفہ ادویہ سے انہیں خصوصی شغف ہے' ان صاحب کو سب سے پہلے ایک ماہر نفسیات ڈاکٹر جارج رچی کے بارے میں یہ معلوم ہوا تھا کہ ڈبل نمونیا کے دوران ایک مرحلے پر وہ موت کے بالکل قریب پہنچ گئے اور پھر ڈاکٹروں نے مصنوعی تنفس وغیرہ آخری طریقے (Resuscitation) استعمال کیے جس کے بعد وہ واپس آئے اور صحتمند ہوگئے' صحت مند ہونے کے بعد انہوں نے بتایا کہ جب انہیں مردہ سمجھ لیا گیا تھا اس وقت انہوں نے کچھ عجیب وغریب مناظر کا مشاہدہ کیا' ڈاکٹر مودی کو اس قسم کے چند مزید واقعات علم میں آئے تو انہوں نے اہمیت کے ساتھ ایسے لوگوں کی جستجو اور ان سے ملاقاتیں شروع کیں' یہاں تک کہ تقریباً ڈیڑھ سو افراد سے انٹرویو کے بعد انہوں نے یہ کتاب لکھی' یہ کتاب جب شائع ہوئی تو اس کی تیس لاکھ کاپیاں ایک ہی سال میں فروخت ہو گئیں' ڈاکٹر مودی نے اس کے بعد بھی اس مسئلے کی

مزید تفتیش جاری رکھی اور اس کے بعد اس موضوع پر مزید کئی کتابیں لکھیں- جن میں سے تین کتابیں میں تین چار سال پہلے امریکہ سے خرید لایا تھا- ان کے نام یہ ہیں-

(1) Life After Life

(2) The Light Beyond

(3) Reflection on Life After Life

اور جو کچھ میں آگے بیان کر رہا ہوں وہ ان تین کتابوں سے ماخوذ ہے' ان تینوں کتابوں میں صرف ان لوگوں کے حالات بیان کئے گئے ہیں جنہیں بیماری کی انتہائی شدت مردہ (Clinically Dead) قرار دیدیا گیا' لیکن ایسی حالت میں آخری چارہ کار کے طور پر ڈاکٹر صاحبان دل کی مالش اور مصنوعی تنفس دلانے کی جو کوششیں کرتے ہیں وہ ان پر کامیابی سے آزمائی گئیں' اور وہ واپس ہوش میں آگئے- ڈاکٹر مودی کا کہنا ہے کہ جن لوگوں سے انہوں نے انٹرویو کیا وہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے تھے اور مختلف جگہوں کے باشندے تھے ان میں سے ہر ایک نے اپنی نظر آنے والی کیفیت کو اپنے اپنے طریقے پر بیان کیا' کسی نے کوئی بات زیادہ کہی' کسی نے کوئی بات کم بتائی' لیکن بحیثیت مجموعی جو مشترک باتیں

(Common Elements)ان میں سے تقریباً ہر شخص کے بیان میں
موجود تھیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔

"ایک شخص مرنے کے قریب ہے اس کی جسمانی حالت ایسی حد
پر پہنچ جاتی ہے کہ وہ خود سنتا ہے کہ اس کے ڈاکٹر نے اس کے مردہ ہونے کا
اعلان کر دیا۔ اچانک اسے ایک تکلیف دہ سا شور سنائی دیتا ہے' اور اس کے
ساتھ ہی اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ انتہائی تیز رفتاری سے ایک طویل اور
اندھیری سرنگ میں جا رہا ہے اس کے بعد اچانک وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ
اپنے جسم سے باہر آگیا ہے' وہ اپنے ہی جسم کو فاصلے سے ایک تماشائی بن کر
دیکھتا ہے' اسے نظر آتا ہے کہ وہ خود کسی نمایاں جگہ پر کھڑا ہے' اور اس کا جسم
جوں کا توں چارپائی پر ہے اور اس کے ڈاکٹر جسم پر جھکے ہوئے اس کے دل کی
مالش کر رہے ہیں یا مصنوعی تنفس دینے کی کوشش میں مصروف ہیں'
تھوڑی دیر میں وہ اپنے حواس جا کرنے کی کوششیں کرتا ہے تو اسے یہ
محسوس ہوتا ہے کہ اس نئے حالت میں بھی اس کا ایک جسم ہے' لیکن وہ جسم
اس جسم سے بالکل مختلف ہے جو وہ چھوڑ آیا ہے' اس کی کیفیات بھی مختلف
ہیں' اور اس کو حاصل قوتیں بھی کچھ اور طرح کی ہیں' اسی حالت میں کچھ دیر
بعد اسے اپنے عزیز اور دوست نظر آتے ہیں جو مر چکے تھے' اور پھر اسے ایک
نورانی وجود Being of Light نظر آتا ہے جو اس سے یہ کہتا ہے کہ تم

اپنی زندگی کا جائزہ لو' اس کا یہ کہنا ماورائے الفاظ (Nonverdal)
ہوتا ہے' اور پھر وہ خود اس کے سامنے تیزی سے اس کی زندگی کے تمام اہم
واقعات لا کر ان کا نظارہ کراتا ہے ایک مرحلے پر اسے اپنے سامنے کوئی
رکاوٹ نظر آتی ہے جس کے بارے میں وہ سمجھتا ہے کہ یہ دنیوی زندگی اور
موت کے بعد کی زندگی کے درمیان ایک سرحد ہے' اس سرحد کے قریب
پہنچ کر اسے پتہ چلتا ہے کہ اسے اب واپس جانا ہے' ابھی اس کی موت کا وقت
نہیں آیا اس کے بعد کسی انجانے طریقے پر وہ واپس اسی جسم میں لوٹ آتا ہے
جو وہ چارپائی پر چھوڑ کر گیا تھا۔ صحت مند ہونے کے بعد وہ اپنی یہ کیفیت
دوسروں کو بتانا چاہتا ہے لیکن اول تو اس کیفیت کو بیان کرنے کے لئے اسے
تمام انسانی الفاظ ناکافی معلوم ہوتے ہیں دوسرے اگر وہ لوگوں کو یہ باتیں
بتائے بھی تو وہ مذاق کرنے لگتے ہیں' لہٰذا وہ خاموش رہتا ہے۔

ڈاکٹر موڈی نے ڈیڑھ سو افراد کے انٹرویو کا یہ خلاصہ بیان کرتے
ہوئے ساتھ ہی یہ وضاحت بھی کی ہے کہ میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ ڈیڑھ
سو افراد میں سے ہر شخص نے پوری کہانی اسی ترتیب کے ساتھ بیان کی' بلکہ
ان کا کہنا یہ ہے کہ کسی نے یہ پوری کہانی بیان کی' کسی نے اس کے کچھ حصے
بتائے' کچھ چھوڑ دیئے' کسی کی ترتیب کچھ تھی' کسی کی کچھ اور بلکہ اس بات کو
بیان کرنے کے لئے اکثر افراد نے مختلف الفاظ اور مختلف تعبیرات اختیار

کیں- اور یہ بات تقریباً ہر شخص نے کہی کہ جو کچھ ہم نے دیکھا ہے' اسے لفظوں میں تعبیر کرنا ہمارے لئے سخت مشکل ہے-

"ایک خاتون نے اپنی اس مشکل کو قدرے فلسفیانہ زبان میں اس طرح تعبیر کیا"

"میں جب آپ کو یہ سب کچھ بتانا چاہتی ہوں تو میرا ایک حقیقی مسئلہ یہ ہے کہ جتنے الفاظ مجھے معلوم ہیں وہ سب سہ ابعادی (Three dimentional) ہیں (یعنی طول و عرض' عمق کے تصورات میں مقید ہیں) میں نے اب تک جیومیٹری میں یہی پڑھا تھا کہ دنیا میں صرف تین بُعد ہیں' لیکن جو کچھ میں نے (مردہ قرار دیئے جانے کے بعد) دیکھا اس سے پتہ چلا کہ یہاں تین سے زیادہ ابعاد ہیں- اسی لئے اس کیفیت کو ٹھیک ٹھیک بتانا میرے لئے بہت مشکل ہے کیونکہ مجھے اپنے ان مشاہدات کو سہ ابعادی الفاظ میں بیان کرنا پڑ رہا ہے-"

بہر کیف! ان مختلف افراد نے جو کیفیات بیان کی ہیں ان میں سے چند بطور خاص اہمیت رکھتی ہیں- ایک تاریک سرنگ' دوسرے جسم سے علیحدگی' تیسرے مرے ہوئے رشتہ داروں اور دوستوں کو دیکھنا' چوتھے ایک نورانی وجود' پانچویں اپنی زندگی کے گزرے ہوئے واقعات کا نظارہ- ان تمام باتوں کی جو تفصیل مختلف افراد نے بیان کی ہے اس کے چند اقتباسات دلچسپی

کا باعث ہوں گے-

تاریک سرنگ سے گزرنے کے تجربے کو کسی نے یوں تعبیر کیا ہے کہ میں ایک تاریک خلا میں تیر رہا تھا' کسی نے کہا ہے کہ یہ ایک گھٹاٹوپ اندھیرا تھا اور کسی نے اسے اندھیرے غار کا نام دیا ہے- میں اس میں نیچے بیٹھا جا رہا تھا' کسی نے اسے ایک کنویں سے تعبیر کیا ہے' کسی نے کہا ہے کہ وہ ایک تاریک وادی تھی' کوئی کہتا ہے کہ میں اندھیرے میں اوپر اٹھتا چلا گیا- مگر یہ بات سب نے کہی ہے کہ یہ الفاظ اس کیفیت کو بیان کرنے کے لئے ناکافی ہیں' جس مشاہدے کو تمام افراد نے بڑی حیرت کے ساتھ بیان کیا ہے وہ یہ تھا کہ وہ اپنے جسم سے الگ ہو گئے- ایک خاتون جو دل کے دورے کی وجہ سے ہسپتال میں داخل تھیں' بیان کرتی ہیں کہ اچانک مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرا دل دھڑکنا بند ہو گیا ہے اور میں اپنے جسم سے پھسل کر باہر نکل رہی ہوں' پہلے میں فرش پر پہنچی' پھر آہستہ آہستہ اوپر اٹھنے لگی' یہاں تک کہ میں ایک کاغذ کے پرزے کی طرح اڑتی ہوئی چھت سے جا لگی' وہاں سے میں صاف دیکھ رہی تھی کہ میرا جسم نیچے بستر پر پڑا ہوا ہے اور ڈاکٹر اور نرسیں اس پر اپنی آخری تدبیریں آزما رہے ہیں' ایک نرس نے کہا "اوہ خدایا! یہ تو گئی" اور دوسری نرس نے میرے جسم کے منہ سے منہ لگا کر اسے سانس دلانے کی کوشش کی' مجھے اس نرس کی گدی پیچھے سے نظر آ رہی تھی اور

اس کے بال مجھے اب تک یاد ہیں' پھر وہ ایک مشین لائے جس نے میرے سینے کو جھٹکے دیئے اور میں اپنے جسم کو اچھلتا دیکھتی رہی' جسم سے باہر آنے کی اس حالت کو بعض افراد نے اس طرح تعبیر کیا ہے کہ ہم ایسے نئے وجود میں آگئے تھے جو جسم نہیں تھا' اور بعض نے کہا ہے کہ وہ بھی ایک دوسری قسم کا جسم تھا جو دوسروں کو دیکھ سکتا تھا مگر دوسرے اسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اس حالت میں بعض افراد نے نظر آنے والے ڈاکٹروں اور نرسوں سے بات کرنے کی بھی کوشش کی مگر وہ ان کی آواز نہ سن سکے اور ہم اس بے وزنی کے عالم میں نہ صرف فضا میں تیرتے رہے بلکہ اگر ہم نے کسی چیز کو چھونے کی کوشش کی تو ہمارا وجود اس شے کے آرپار ہو گیا' بہت سوں نے یہ بھی بتایا کہ اس حالت میں وقت ساکت ہو گیا تھا اور ہم یہ محسوس کر رہے تھے کہ ہم وقت کی قید سے آزاد ہو چکے ہیں۔

اسی حالت میں کئی افراد نے اپنے مرے ہوئے عزیزوں دوستوں کو بھی دیکھا اور کچھ لوگوں نے بتایا کہ ہم نے بہت سی چمکتی ہوئی روحوں کا مشاہدہ کیا' یہ چمکتی ہوئی روحیں انسانی شکل سے ملتی جلتی تھیں' مگر انسانی صورت سے کچھ مختلف بھی تھیں ایک صاحب نے ان کی کچھ تفصیل اس طرح بتائی۔

"ان کا سر نیچے کی طرف جھکا ہوا تھا' وہ بہت غمگین اور افسردہ نظر

آتے تھے وہ سب آپس میں ایک دوسرے میں اس طرح پیوست معلوم ہوتے تھے جیسے زنجیروں میں بندھا ہوا کوئی گروہ ہو' مجھے یاد نہیں آتا کہ میں نے ان کے پاؤں کبھی دیکھے ہوں' مجھے معلوم نہیں وہ کیا تھے' ان کے رنگ اڑے ہوئے تھے وہ بالکل مست تھے اور مٹیالے نظر آتے تھے' ایسا لگتا تھا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ گتھے ہوئے خلا میں چکر لگا رہے ہیں اور انہیں پتہ نہیں کہ انہیں کہاں جانا ہے...... وہ ایک طرف کو چلنا شروع کرتے پھر بائیں کو مڑ جاتے' چند قدم چلتے' پھر دائیں کو مڑ جاتے اور کسی بھی طرف جا کر کرتے کچھ نہ تھے' ایسا لگتا تھا کہ وہ کسی چیز کی تلاش میں ہیں مگر کس چیز کی تلاش میں؟ مجھے معلوم نہیں ...... ایسا لگتا تھا کہ جیسے وہ خود اپنے بارے میں بھی کوئی علم نہیں رکھتے کہ وہ کون اور کیا ہیں؟ ان کی کوئی شناخت نہیں تھی...... بعض اوقات ایسا بھی محسوس ہوا کہ ان میں سے کوئی کچھ کہنا چاہتا ہے مگر کہہ نہیں سکتا......" **(Reflection- P&19)**

ڈاکٹر مودی نے جتنے لوگوں کا انٹرویو کیا ان کی اکثریت نے اپنے اس تجربے کے دوران ایک نورانی وجود **Benig of light** کا بھی ضرور ذکر کیا ہے' ان لوگوں کا بیان ہے کہ اسے دیکھ کر یہ بات تو یقینی معلوم ہوتی تھی کہ وہ کوئی وجود ہے لیکن اس کا کوئی جسم نہیں تھا وہ سراسر روشنی ہی روشنی تھی' ابتدا میں وہ روشنی ہلکی معلوم ہوتی لیکن رفتہ رفتہ تیز ہوتی چلی

جاتی لیکن اپنی غیر معمولی تابانی کے باوجود اس سے آنکھیں خیرہ نہیں ہوتی تھیں بہت سے لوگوں نے بتایا کہ اس نورانی وجود نے ان سے کہا کہ "تم اپنی زندگی کا جائزہ لو" بعض نے اس کی کچھ اور باتیں بھی نقل کیں، لیکن یہ سب لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ اس نورانی وجود نے جو کچھ کہا وہ لفظوں اور آواز کے ذریعے نہیں کہا یعنی اس کے کوئی لفظ انہیں سنائی نہیں دیتے، بلکہ یہ بالکل نرالہ انداز اظہار تھا جس کے ذریعے اس کی باتیں خود بخود ہمارے خیالات میں منتقل ہو رہی تھیں۔ جن لوگوں نے اس بے جسمی کی حالت میں ایک "نورانی وجود" کو دیکھنے کا ذکر کیا ہے ان میں سے اکثر کا کہنا یہ ہے کہ اس "نورانی وجود" نے ہم سے ہماری سابق زندگی کے بارے میں کچھ سوال کیا، سوال کے الفاظ مختلف لوگوں نے مختلف بیان کئے ہیں، مگر مفہوم سب کا تقریباً یہ ہے کہ "تمہارے پاس اپنی سابق زندگی میں مجھے دکھانے کے لئے کیا چیز ہے۔"

What do you have to show me

that you have done with your life

پھر ان لوگوں کا بیان ہے کہ اس "نورانی وجود" نے ہماری سابق زندگی کے واقعات ایک ایک کر کے ہمیں دکھانے شروع کیئے، یہ واقعات کس طرح دکھائے گئے؟ اس کی تفصیل اور زیادہ دلچسپ ہے، لیکن وہ میں

انشاء اللہ اگلے ہفتے بیان کروں گا۔ اور اس کے ساتھ ان واقعات کے بارے میں اپنا تبصرہ بھی۔

(2)

پچھلے ہفتے میں نے امریکہ کے ڈاکٹر ریمنڈ اے موڈی کی کتابوں کے حوالے سے ان لوگوں کے کچھ تجربات و مشاہدات ذکر کئے تھے جو کسی شدید بیماری یا حادثے کے نتیجے میں موت کے دروازے تک پہنچ کر واپس آگئے، ان میں سے بہت سے لوگوں نے یہ بتایا کہ ایک تاریک سرنگ سے گزرنے کے بعد انہیں ایک عجیب و غریب نورانی وجود نظر آیا، اس نے ہم سے ہماری پچھلی زندگی کے بارے میں سوال کیا اور پھر اس نے پل بھر میں خود ہی ہمیں ہماری زندگی کے سارے واقعات ایک ایک کر کے دکھا دیئے۔

مثلاً ایک خاتون اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں۔

"جب مجھے وہ نورانی وجود نظر آیا تو اس نے سب سے پہلے مجھ سے یہ کہا کہ تمہارے پاس اپنی زندگی میں مجھے دکھانے کے لئے کیا ہے؟ اور اس سوال کے ساتھ ساتھ پچھلی زندگی کے نظارے مجھے نظر آنے شروع

ہو گئے' میں سخت حیران ہوئی کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیونکہ اچانک ایسا لگا کہ میں اپنے بچپن کے بالکل ابتدائی دور میں پہنچ گئی ہوں اور پھر میری آج تک کی زندگی کے ہر سال کا نظارہ ایک ساتھ میرے سامنے آگیا...... میں نے دیکھا کہ میں ایک چھوٹی سی لڑکی ہوں' اور اپنے کمرے کے قریب ایک چشمے کے پاس کھیل رہی ہوں' اس دور میں بہت سے واقعات جو میری بہن کے ساتھ پیش آئے تھے' مجھے نظر آئے' اپنے پڑوسیوں کے ساتھ گزرے ہوئے واقعات دیکھے' میں اپنے آپ کو کنڈرگارٹن میں نظر آئی' میں نے وہ کھلونا دیکھا جو مجھے بہت پسند تھا' میں نے اسے توڑ دیا تھا اور دیر تک روتی رہی تھی' پھر میں گرلز اسکاؤٹس میں شامل ہو گئی اور گرامر اسکول کے واقعات میرے سامنے آنے لگے...... اسی طرح میں جونیئر ہائی اسکول سینئر ہائی اسکول اور گریجویشن کے مراحل سے گذرتی رہی یہاں تک کہ موجودہ دور تک پہنچ گئی۔

تمام واقعات میرے سامنے اسی ترتیب سے آرہے تھے جس ترتیب سے وہ واقع ہوئے اور یہ سب واقعات انتہائی واضح نظر آرہے تھے' مناظر بس اس طرح تھے جیسے تم ذرا باہر نکلو اور انہیں دیکھ لو' اب واقعات مکمل طور پر سہ ابعادی (Three dimentional) تھے اور رنگ بھی نظر آرہے تھے' ان میں حرکت تھی' مثلاً جب میں نے اپنے آپ کو کھلونا توڑتے

دیکھا تو میں اس کی تمام حرکتیں دیکھ سکتی تھی۔

جب مجھے یہ مناظر نظر آرہے تھے اس وقت میں اس نورانی وجود کو دیکھ نہیں سکتی تھی' وہ یہ کہتے ہی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا کہ تم نے کیا کچھ کیا ہے؟ اس کے باوجود میرا احساس یہ تھا کہ وہ وہاں موجود ہے اور وہی یہ مناظر دکھا رہا ہے' ایسا نہیں تھا کہ وہ خود یہ معلوم کرنا چاہتا ہو کہ میں نے اپنی زندگی میں کیا کیا ہے؟ وہ پہلے ہی سے یہ ساری باتیں جانتا تھا' لیکن یہ واقعات میرے سامنے لا کر یہ چاہتا تھا کہ میں انہیں یاد کروں' یہ پورا قصہ ہی بڑا عجیب تھا' میں وہاں موجود تھی' میں واقعتاً یہ سب مناظر دیکھ رہی تھی اور یہ سارے مناظر انتہائی تیزی سے میرے سامنے آرہے تھے مگر تیزی کے باوجود وہ اتنے آہستہ ضرور تھے کہ ان کا خوبی ادراک کر سکتی تھی' پھر بھی وقت کا دورانیہ اتنا زیادہ نہ تھا' مجھے یقین نہیں آتا' بس ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک روشنی آئی اور چلی گئی۔ ایسا لگتا تھا کہ یہ سب کچھ پانچ منٹ سے بھی کم میں ہو گیا' البتہ غالباً تیس سیکنڈ سے زیادہ وقت لگا ہو گا' لیکن میں آپ کو ٹھیک ٹھیک بتا ہی نہیں سکتی۔"

ایک اور صاحب نے اپنے اس مشاہدے کا ذکر اس طرح کیا "جب میں اس طویل اندھیری جگہ سے گزر گیا تو اس سرنگ کے آخری سرے پر میرے بچپن کے تمام خیالات' بلکہ میری پوری زندگی مجھے وہاں

موجود نظر آئی جو میرے بالکل سامنے روشنی کی طرح چمک رہی تھی' یہ
بالکل تصویروں کی طرح نہیں تھی' بلکہ میرا اندازہ ہے کہ وہ خیالات سے
زیادہ ملتی جلتی تھی' میں اس کیفیت کو آپ کے سامنے بیان نہیں کر سکتا' مگر
یہ بات طے ہے کہ میری ساری زندگی وہاں موجود تھی وہ سب واقعات ایک
ساتھ وہاں نظر آرہے تھے میرا مطلب یہ ہے کہ ایسا نہیں تھا کہ ایک وقت
میں ایک چیز نظر آئے اور دوسرے وقت دوسری' بلکہ ہر چیز بیک وقت نظر
آرہی تھی- میں وہ چھوٹے چھوٹے بڑے کام بھی دیکھ سکتا تھا جو میں نے کئے
تھے اور میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہورہی تھی کہ کاش میں نے یہ کام نہ
کئے ہوتے اور کاش میں واپس جا کر ان کاموں کو منسوخ (undo) کر سکتا-"

(Life After Life p 69)

جن لوگوں نے اپنے یہ مشاہدات ڈاکٹر موڈی کے سامنے بیان
کئے ان میں سے بعض نے یہ بھی بتایا کہ اس مشاہدے کے آخری مرحلے پر
انہوں نے کوئی ایسی چیز دیکھی جیسے کوئی رکاوٹ ہو' اور یا تو کسی نے کہا یا
خود بخود ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ ابھی ان کے لئے اس رکاوٹ کو عبور
کرنے کا وقت نہیں آیا اور اسی کے معاً بعد وہ دوبارہ اپنے جسم میں واپس آگئے
اور معمول کی دنیا کی طرف پلٹ آئے- بعض لوگوں نے بتایا کہ یہ رکاوٹ پانی
کے ایک جسم کی سی تھی' کسی نے کہا کہ یہ ایک مٹیالے رنگ کی دھند تھی'

کسی نے اسے دروازے سے تعبیر کیا' کسی نے کہا کہ وہ اس طرح کی ایک باڑھ
تھی جو کھیت کے گرد لگادی جاتی ہے اور کسی نے یہ بھی کہا کہ وہ صرف ایک
لکیر تھی-

ڈاکٹر موڈی کی یہ کتاب (Life After Life) سب سے پہلے
۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی تھی جس میں انہوں نے آٹھ سال تک تقریباً
ڈیڑھ سو افراد سے انٹرویو کے نتائج بیان کئے تھے- ساتھ ہی انہوں نے یہ
بھی کہا تھا کہ ابھی ان کی یہ ریسرچ نہ پوری طرح سائنٹفک ثبوت کہلانے کی
مستحق ہے' نہ وہ اس قسم کے واقعات کے ذمہ دارانہ اعداد و شمار دینے کی
پوزیشن میں ہیں لیکن ان کی اس کتاب نے دوسرے بہت سے ڈاکٹروں کو
اس موضوع کی طرف متوجہ کیا اور ان کے بعد بہت سے لوگوں نے اس قسم
کے مشاہدات کو اپنا موضوع بنایا' اور اس پر مزید کتابیں لکھیں' ان میں
سے ایک کتاب ڈاکٹر میلون مورس (Melvin Morse) نے لکھی
ہے جو (Closer to the Light) کے نام سے شائع ہوئی ہے یہ صاحب
بچوں کے امراض کے اسپیشلسٹ ہیں- اور انہوں نے اس بات کی جستجو
شروع کی کہ کیا اس قسم کے مشاہدات بچوں کو بھی پیش آتے ہیں؟ ان کا خیال
تھا کہ بالغ لوگ اپنے ذہنی تصورات سے مغلوب ہو کر کچھ نظارے دیکھ سکتے
ہیں' لیکن بچے اس قسم کے تصورات سے خالی الذہن ہوتے ہیں' اس لئے اگر

ان میں بھی ان مشاہدات کا ثبوت ملے تو ان نظاروں کی واقعی حیثیت مزید پختہ ہو سکتی ہے چنانچہ اس کتاب میں انہوں نے بتایا ہے کہ بہت سے بچوں نے بھی اس قسم کے مشاہدات کئے ہیں اور انہوں نے خود ان بچوں سے ملاقات کر کے ان کے بیانات کو مختلف ذرائع سے ٹیسٹ کیا ہے اور انکا تاثر یہ ہے کہ ان بچوں نے جھوٹ نہیں بولا بلکہ واقعتاً انہوں نے یہ مناظر دیکھے ہیں۔ ۲۳۶ / صفحات پر مشتمل یہ کتاب اسی قسم کے بیانات اور ان کے سائنٹفک تجزیے پر مشتمل ہے۔

ایک اور صاحب پالسٹر جارج گیلپ

(Pollster Gearge Gallup) نے پورے امریکہ میں ایسے لوگوں کا سروے کیا جو اس قسم کے مشاہدات سے گذر چکے تھے' ان کے سروے کا چونکا دینے والا خلاصہ یہ ہے کہ امریکہ کی کل آبادی کے تقریباً پانچ فیصد افراد موت کے قریب پہنچ کر اس قسم کے مشاہدات سے گذر چکے ہیں..... ڈاکٹر موڈی نے بھی اپنی تحقیق مزید جاری رکھی اور اپنی دوسری کتاب (The Light Beyond) میں انہوں نے لکھا ہے کہ پہلے ڈیڑھ سو افراد کے بعد انہوں نے مزید ایک ہزار افراد سے انٹرویو کیا اور اس کے نتائج بھی کم و بیش وہی تھے البتہ اس دوران بعض افراد نے کچھ نئی باتیں بھی بتائیں مثلاً پہلے ڈیڑھ سو افراد میں سے کسی نے صراحتاً جنت یا دوزخ قسم

کی کسی چیز کا ذکر نہیں کیا تھا لیکن اس نئی تحقیق کے دوران کئی افراد نے ایک "روشنیوں کے خوبصورت شہر" کا ذکر کیا' بعض نے بڑے خوبصورت باغات دیکھے اور اپنے بیان میں انہیں جنت سے تعبیر کیا بعض افراد نے صاف صاف دوزخ کے مناظر بھی بیان کئے' ایک صاحب نے بتایا کہ میں نیچے چلتا گیا نیچے اندھیرا تھا لوگ بری طرح چیخ چلا رہے تھے' وہاں آگ تھی'" وہ لوگ مجھ سے پینے کے لئے پانی مانگ رہے تھے "انٹرویو کرنے والے نے پوچھا کہ "کیا آپ کسی سرنگ کے ذریعے نیچے گئے تھے"؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں' وہ سرنگ سے زیادہ بڑی چیز تھی' میں تیرتا ہوا نیچے جارہا تھا" پوچھا گیا کہ وہاں کتنے آدمی چیخ پکار کر رہے تھے؟ اور ان کے جسم پر کپڑے تھے یا نہیں"؟ انہوں نے جواب دیا "کہ وہ اتنے تھے کہ آپ انہیں شمار نہیں کرسکتے میرے خیال میں ایک ملین ضرور ہوں گے اور ان کے جسم پر کپڑے نہیں تھے۔"

(The Light Beyond -26-27)

ان تمام مشاہدات کی حقیقت کیا ہے؟ بعض حضرات کا خیال ہے کہ مغربی ملکوں میں پراسراریت کا شوق ایک جنون (Craze) کی حد تک بڑھتا جارہا ہے اور یہ کتابیں اسی جنون کا شاخسانہ ہو سکتی ہیں اگرچہ اس احتمال سے بالکلیہ صرف نظر نہیں کیا جاسکتا لیکن ۱۹۷۵ء کے بعد سے جس طرح

مختلف سنجیدہ حلقوں نے ان واقعات کا نوٹس لیا ہے اور بیان پر جس طرح ریسرچ کی گئی ہے اس کے پیش نظر یہ احتمال خاصا بعید ہوتا جارہا ہے۔ڈاکٹر موودی نے اس احتمال پر بھی خاصی تفصیل سے بحث کی ہے کہ جن لوگوں سے انہوں نے انٹرویو کیا' وہ بے بنیاد گپ لگانے کے شوقین تو نہیں تھے لیکن بالآخر نتیجہ یہی نکالا ہے کہ اتنے سارے آدمیوں کا جو مختلف علاقوں اور مختلف طبقہ ہائے خیال سے تعلق رکھتے ہیں ایک ہی قسم کی گپ لگانا انتہائی بعید از قیاس ہے۔

بعض ڈاکٹروں نے یہ خیال بھی ظاہر کیا کہ بعض منشیات اور دواؤں کے استعمال سے بھی اس قسم کی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں جن میں انسان اپنے آپ کو ماحول سے الگ محسوس کرتا ہے اور بعض اوقات اس کا دماغ جھوٹے تصورات کو مرئی شکل دے دیتا ہے ایسے میں اسے بعض پُر فریب (Hallucinations) نظارے نظر آنے لگتے ہیں' ہو سکتا ہے کہ ان افراد کو اسی قسم کی کسی کیفیت سے سابقہ پیش آیا ہو لیکن ڈاکٹر موودی نے دونوں قسم کی کیفیات کا الگ الگ تجزیہ کرنے کے بعد یہی رائے ظاہر کی ہے کہ جن لوگوں سے انہوں نے انٹرویو کیا بظاہر ان کے مشاہدات ان پر فریب نظاروں سے مختلف تھے' ڈاکٹر میلون مورس نے اس احتمال پر زیادہ سائنٹفک انداز میں تحقیق کرنے کے بعد اپنا حتمی نتیجہ یہ بتایا ہے کہ یہ مشاہدات

(Hallucinations) نہیں تھے۔

انہوں نے اس احتمال پر بھی گفتگو کی ہے کہ ان لوگوں کے مذہبی تصورات ان کے ذہن پر اس طرح مسلط تھے کہ بے ہوشی یا خواب کے عالم میں وہی تصورات ایک محسوس واقعے کی شکل میں ان کے سامنے آگئے ڈاکٹر موودی نے اس احتمال کو بھی بعید قرار دیا جس کی ایک وجہ یہ تھی کہ جن لوگوں سے ان کی ملاقات ہوئی ان میں سے بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جو مذہب کے قائل نہ تھے' یا اس سے اتنے بیگانہ تھے کہ ان پر مذہبی تصورات کی کوئی ایسی چھاپ غالب نہیں آسکتی تھی پھر یہ مشاہدات کیا تھے؟ ان سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ اور اس بارے میں قرآن و سنت سے کیا معلوم ہوتا ہے؟ اس موضوع پر انشاءاللہ آئندہ ہفتے کچھ عرض کروں گا۔

(3)

پچھلی دو قسطوں میں میں نے ان لوگوں کے بیانات کا خلاصہ ذکر کیا تھا جو موت کے دروازے پر پہنچ کر واپس آگئے' انہوں نے اپنے آپ کو اپنے جسم سے جدا ہوتے ہوئے دیکھا' ایک تاریک سرنگ سے گذرے' ایک نورانی وجود کا مشاہدہ کیا اور پھر اس نورانی وجود نے ان کے ساتھ ان کی سابقہ زندگی کا پورا نقشہ پیش کر دیا' یہ بات تو واضح ہے کہ ان لوگوں کو موت نہیں آئی تھی اگر موت آگئی ہوتی تو یہ دوبارہ دنیا میں واپس نہ آتے' خود ڈاکٹر موڈی جنہوں نے ان لوگوں کے بیانات قلمبند کئے وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے موت نہیں دیکھی' البتہ موت کے نزدیک پہنچ کر کچھ عجیب و غریب مناظر ضرور دیکھے' چنانچہ ان مشاہدات کے لئے انہوں نے جو اصطلاح واضع کی ہے وہ ہے (Near-Death Experience) (قریب الموت تجربات) جسے مخفف کر کے وہ N.D.E سے تعبیر کرتے ہیں اور یہی اصطلاح بعد کے مصنفین نے بھی اپنائی ہے لہذا اگر ان لوگوں کے بیانات کو سچ مان لیا جائے ..... اور ڈاکٹر موڈی کی حتمی رائے یہ ہے کہ اتنے بہت سے

افراد کو بیک وقت جھٹلانا ان کے لئے آسان نہیں ..... تو بھی یہ بات ظاہر ہے کہ انہوں نے موت کے بعد پیش آنے والے واقعات کا مشاہدہ نہیں کیا' البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ از خود رفتگی کے عالم میں انہیں اس جہاں کی کچھ جھلکیاں نظر آئیں جس کا دروازہ موت ہے۔

میڈیکل سائنس چونکہ صرف ان چیزوں پر یقین رکھتی ہے جو آنکھوں سے نظر آجائیں یا دوسرے حواس کے ذریعے محسوس ہو جائیں اس لئے ابھی تک وہ انسانی جسم میں "روح نام" کی کسی چیز کو دریافت نہیں کر سکی اور نہ "روح" کی حقیقت تک اس کی رسائی ہو سکتی ہے۔ (اور شاید روح کی مکمل حقیقت اسے جیتے جی کبھی معلوم نہ ہو سکے' کیونکہ قرآن کریم نے "روح" کے بارے میں لوگوں کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے یہ فرمادیا ہے کہ "روح" میرے پروردگار کے حکم سے ہے اور تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے) لیکن قرآن و سنت سے یہ بات پوری وضاحت کے ساتھ معلوم ہوتی ہے کہ زندگی جسم اور روح کے مضبوط تعلق کا نام ہے اور موت اس تعلق کے ٹوٹ جانے کا۔ اس سلسلے میں یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہم اپنی بول چال میں موت کے لئے جو "وفات" کا لفظ استعمال کرتے ہے وہ قرآن کریم کے ایک لفظ "توفی" سے ماخوذ ہے قرآن کریم سے پہلے عربی زبان میں یہ لفظ "موت" کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا تھا' عربی

زبان میں موت کے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے تقریباً چوبیس الفاظ استعمال ہوتے تھے لیکن "وفاۃ" یا "توفی" کا اس معنی میں کوئی وجود نہ تھا۔ قرآن کریم نے پہلی بار یہ لفظ موت کے لئے استعمال کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ زمانہ جاہلیت کے عربوں نے موت کے لئے جو الفاظ وضع کئے تھے کہ وہ سب ان کے اس عقیدے پر مبنی تھے کہ موت کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے قرآن کریم نے "توفی" کا لفظ استعمال کرکے لطیف انداز میں ان کے اس عقیدے کی تردید کی۔ "توفی" کے معنی ہیں کسی چیز کو پورا پورا وصول کر لینا اور موت کے لئے اس لفظ کو استعمال کرنے سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ موت کے وقت انسان کی روح کو اس کے جسم سے علیحدہ کرکے واپس بلا لیا جاتا ہے اسی حقیقت کو واضح الفاظ میں بیان کرتے ہوئے "سورۃ زمر" میں قرآن کریم نے ارشاد فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ انسانوں کی موت کے وقت ان کی روحیں قبض کر لیتا ہے اور جو لوگ مرے نہیں ہوتے ان کی روحیں ان کی نیند کی حالت میں واپس لے لیتا ہے وہ پھر جن کی موت کا فیصلہ کر لیتا ہے ان کی روحیں روک لیتا ہے اور دوسری روحوں کو ایک معین وقت تک چھوڑ دیتا ہے' بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں"۔ (سورۃ الزمر-۴۲) دوسری طرف حضرت آدم علیہ السلام کو زندگی عطا کرنے

کے لئے قرآن کریم نے ان کے اندر "روح پھونکنے" سے تعبیر فرمایا ہے۔

قرآن کریم کے ان ارشادات سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ زندگی نام ہے جسم کے ساتھ روح کے قوی تعلق کا' جسم کے ساتھ روح کا تعلق جتنا مضبوط ہوگا زندگی کے آثار اتنے ہی زیادہ واضح اور نمایاں ہوں گے اور یہ تعلق جتنا کمزور ہوتا جائے گا زندگی کے آثار اتنے ہی کم ہوتے جائیں گے بیداری کی حالت میں جسم اور روح کا یہ تعلق نہایت مضبوط ہوتا ہے اس لئے اس حالت میں زندگی اپنی بھرپور علامات اور مکمل خواص کے ساتھ موجود ہوتی ہے اس حالت میں انسان کے تمام حواس کام کر رہے ہوتے ہیں اس کے تمام اعضاء اپنے اپنے عمل کے لئے چوکس اور تیار ہوتے ہیں' انسان اپنے اختیار کو پوری طرح استعمال کرتا ہے اور اس کے سوچنے سمجھنے پر کوئی رکاوٹ موجود نہیں ہوتی لیکن نیند کی حالت میں جسم کے ساتھ روح کا تعلق قدرے کمزور پڑ جاتا ہے' جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سونے کی حالت میں انسان پر زندگی کی تمام علامتوں کا ظہور نہیں ہوتا وہ اپنے گرد و پیش سے بے خبر ہو جاتا ہے' نیند کی حالت میں وہ اپنے اختیار سے اپنے اعضاء کو استعمال نہیں کر سکتا' نہ اس وقت معمول کے مطابق سوچنے سمجھنے کی پوزیشن میں ہوتا ہے لیکن اس حالت میں بھی روح کا تعلق جسم کے ساتھ اتنا مضبوط ضرور ہوتا ہے کہ اس کے جسم پر وارد ہونے والے واقعات

کا احساس باقی رہتا ہے چنانچہ اگر کوئی شخص اس کے جسم میں سوئی چبھو دے تو اس کی تکلیف محسوس کر کے وہ بیدار ہو جاتا ہے۔

نیند سے بھی آگے ایک اور کیفیت بے ہوشی کی ہے اس کیفیت میں جسم کے ساتھ روح کا رشتہ نیند کی حالت سے بھی زیادہ کمزور ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ مکمل بے ہوشی کی حالت میں انسان کے جسم پر نشتر بھی چلائے جائیں تو اسے تکلیف کا احساس نہیں ہوتا اور بے ہوشی کی اس صفت سے فائدہ اٹھا کر اس حالت کو بڑے بڑے آپریشنوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے' اس حالت میں انسان کے جسم سے زندگی کی بیشتر علامات اور خاصیتیں غائب ہو جاتی ہیں البتہ دل کی دھڑکن اور سانس کی آمدورفت باقی رہتی ہے جس سے اس کے زندہ ہونے کا پتہ چلتا ہے'

بے ہوشی سے بھی آگے ایک اور کیفیت بعض لوگوں پر شدید بیماری کے عالم میں طاری ہوتی ہے جسے عرف عام میں "سکتہ" سے تعبیر کیا جاتا ہے' اس حالت میں زندگی کی تمام ظاہری علامات ختم ہو جاتی ہیں اور صرف عام آدمی ہی نہیں ڈاکٹر کو بھی بظاہر زندگی کی کوئی رمق معلوم نہیں ہوتی' دل کی دھڑکن بند ہو جاتی ہے' سانس رک جاتا ہے' بلڈ پریشر غائب ہو جاتا ہے' جسم کی حرارت تقریباً ختم ہو جاتی ہے' لیکن دماغ کے کسی مخفی گوشے میں زندگی کی کوئی برقی رو باقی ہوتی ہے یہی وہ حالت ہے جس میں

ڈاکٹر صاحبان آخری چارہ کار کے طور پر تنفس یا دل کی دھڑکن کو بحال کرنے کے لئے کچھ مصنوعی طریقے آزماتے ہیں۔ بعض افراد پر یہ طریقے کامیاب ہو جاتے ہیں اور مریض اس عمل کے بعد معمول کی زندگی کی طرف لوٹ آتا ہے اور اس کے واپس آجانے ہی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ ابھی تک مرا نہیں تھا اور اس کی روح بالکلیہ جسم سے جدا نہیں ہوئی تھی یہ زندگی کا کمزور ترین درجہ ہے جس میں روح کا تعلق انسان کے جسم کے ساتھ بہت معمولی سا رہ جاتا ہے پھر روح کا تعلق جسم سے جتنا کمزور ہوتا ہے اتنی ہی وہ جسم کے قید سے آزاد ہوتی ہے' نیند کی حالت میں یہ آزادی کم ہے' بے ہوشی کی حالت میں اس سے زیادہ' اور سکتے کی حالت میں اس سے بھی زیادہ' لہذا سکتے کی یہ حالت جس میں روح کا تعلق جسم کے ساتھ بہت معمولی رہ جاتا ہے اور وہ جسم کی قید سے کافی حد تک آزاد ہو چکی ہوتی ہے' اس حالت میں اگر کسی انسان کا ادراک اپنی روح کے سفر میں شریک ہو جائے اور اسے مادی زندگی کے اس پار دوسرے عالم کی کوئی جھلک نظر آجائے تو کچھ بعید از قیاس نہیں اور تاریخ میں ایسے واقعات ملتے ہیں جہاں اس قسم کے لوگوں نے عالم بالا کے کچھ مناظر کا مشاہدہ کیا جن لوگوں کے بیانات میں نے پیچھے ڈاکٹر موڈی کے حوالے سے نقل کئے ہیں اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ وہ جھوٹ اور دھوکے عمل دخل سے خالی ہیں تو ان کے یہ مشاہدات بھی اسی نوعیت کے

ہوسکتے ہیں لیکن ان کے بارے میں چند باتیں ذہن نشین رکھنی ضروری ہیں۔

(۱) جن لوگوں کو یہ مناظر نظر آئے' انہیں ابھی موت نہیں آئی تھی' لہٰذا جو کچھ انہوں نے دیکھا وہ دوسرے جہاں کی جھلکیاں تو ہوسکتی ہیں لیکن مرنے کے بعد پیش آنے والے واقعات نہیں۔

(۲) جس حالت میں ان لوگوں نے یہ مناظر دیکھے' وہ زندگی ہی کی ایک حالت تھی اور کم از کم دماغ کے مخفی گوشوں میں ابھی زندگی باقی تھی لہٰذا ان نظاروں میں دماغ کے تصرف کا امکان بعید از قیاس نہیں۔

(۳) جن لوگوں نے اپنے یہ مشاہدات بیان کئے وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ ان مشاہدات کی تفصیل وہ لفظوں میں بیان نہیں کرسکتے' پھر بھی انہوں نے یہ کیفیات بیان کرنے کے لئے محدود لفظوں ہی کا سہارا لیا' چنانچہ یہ بات اب بھی مشکوک ہے کہ وہ الفاظ کے ذریعے ان کیفیات کو بیان کرنے میں کس حد تک کامیاب رہے؟ نیز انہیں کونسی بات کتنی صحت کے ساتھ یاد رہی۔ ان وجوہ سے ان مشاہدات کی تمام تفصیلات پر تو بھروسا نہیں کیا جاسکتا' نہ انہیں مابعد الموت کے بارے میں کسی عقیدے کی بنیاد بنایا جاسکتا ہے' مابعد الموت کے جتنے حقائق ہمیں معلوم ہونے ضروری ہیں وہ وحی الٰہی کے بے غبار راستے سے آنحضرت ﷺ نے ہمیں پہنچا دیئے ہیں اور وہ اپنی

تصدیق کے لئے اس قسم کے بیانات کے محتاج نہیں' لیکن ان مشاہدات کی بعض باتوں کی تائید قرآن وسنت کے بیان کردہ حقائق سے ضرور ہوتی ہے مثلاً ان تمام بیانات کی یہ قدر مشترک قرآن وسنت سے کسی شک وشبہ کے بغیر ثابت ہے کہ زندگی صرف اس دنیا کی حد تک محدود نہیں جو ہمیں اپنے گردوپیش میں پھیلی نظر آتی ہے بلکہ دنیا کے اس پار ایک عالم اور ہے جس کی کیفیات کا ٹھیک ٹھیک ادراک ہم مادی کثافتوں کی قید میں رہتے ہوئے نہیں کرسکتے' وہاں پیش آنے والے واقعات زمان ومکان کے ان معروف پیمانوں سے بالاتر ہیں جن کے ہم دنیوی زندگی میں عادی ہوچکے ہیں' یہاں ہم یہ تصور نہیں کرسکتے کہ ایک کام جسے انجام دینے کے لئے سالہا سال درکار ہوتے ہیں وہ ایک لمحہ میں کیسے انجام پاسکتا ہے' لیکن وہاں پیش آنے والے واقعات وقت کی اس کی قید سے آزاد ہیں' قرآن کریم فرماتا ہے "تمہارے پروردگار کے نزدیک ایک دن تمہاری گنتی کے لحاظ سے ایک ہزار سال کے برابر ہے" (سورۃ الحج - ۴۷) یہ عالم کیا ہے؟ اس کے تقاضے کیا ہیں؟ اور اس تک پہنچنے کے لئے کس قسم کی تیاری ضروری ہے؟ یہی باتیں بتانے کے لئے انبیاءؑ تشریف لاتے ہیں کیونکہ یہ باتیں ہم صرف اپنے حواس اور اپنی عقل سے معلوم نہیں کرسکتے' آخری دور میں یہ باتیں ہمیں حضور نبی کریم ﷺ نے "اسلامی شریعت" کے ذریعے بتادی ہیں اور جسے اس عالم کے لئے

ٹھیک ٹھیک تیاری کرنی ہو' وہ اس شریعت کو سیکھ لے' اس پر اس عالم کے حقائق بھی واضح ہو جائیں گے اور وہاں تک پہنچنے کا صحیح طریقہ بھی آجائے گا۔

﴿ختم شد﴾

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ روزنامہ جنگ کراچی مورخہ 28-1-98 بروز بدھ کالم 'ناقابل فراموش' میں ڈاکٹر سید امجد علی صاحب نے اپنا ایک واقعہ تحریر کیا ہے کہ ان پر دل کا دورہ 23-3-1984 کو پڑا وہ اس دورے کی طویل تفصیل تحریر فرماتے ہیں اور اس تفصیل میں تحریر فرمایا کہ میں 20 منٹ تک مردہ رہا اور اس کے بعد مجھے مردہ قرار دے دیا گیا۔ مرنے سے پہلے میں نے نور کا بنا ہوا ایک فرد اپنے قریب آتے ہوئے دیکھا تھا۔ جس کے جسم سے چھوتے ہی میرے اپنے

جسم کا ست نہایت تیزی کے ساتھ پاؤں کی طرف سے شروع ہو کر سر کی طرف سے نکل گیا اور میں مکمل روشنی کا ایک ہلکا پھلکا سا فرد بن گیا' میں اس نور کے آدمی کی رفاقت میں پر سکون تھا۔ میں نے تمام وارڈ اور پھر شدید نگہداشت کے کمرے کا جائزہ لیا اور ایک کونے میں کھڑا ہو گیا یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہوا' میں روشنی کے آدمی کے ساتھ ساتھ اپنے جسم کے قریب ہی رہا اور دیکھتا رہا کہ میرے جسم کے ساتھ کیا ہو رہا ہے میرے دائیں جانب نور کا ایک سرخ ہالہ آناً فاناً میں بن چکا تھا۔ میں پر سکون حالت میں سرنگ کے اس ہالہ کی روشنیوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا جیسے میں اپنے آپ کو ایک اور دنیا کا فرد محسوس کرنے لگا تھا' اپنے جسم سے کئے جانے والے طبی عمل سے لاتعلق تھا' اسپتال کے مختلف حصوں سے توانائی کی لہریں اوپر جا رہی تھیں مجھے بتایا گیا تھا کہ یہ لوگوں کی دعائیں ہیں جب مجھے ٹیلی پیتھی سے پیغام ملا کہ تمہیں واپس جانا ہے تو مجھے اچھا نہیں لگا مگر اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ میں ہوا میں تیرتا ہوا اپنے خالی جسم میں حلول کر گیا اور مجھے ایسا محسوس ہوا کہ ماضی میں بھی وزن کو اٹھائے ہوئے پھرتا رہا ہوں اور آئندہ بھی وقت معین تک اس بوجھ کو گھسیٹنا ہے پھر جب میری آنکھ کھلی تو میں دنیا میں واپس لوٹایا جا چکا تھا۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں۔

(۱) کیا کوئی شخص 20 منٹ مردہ رہنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو سکتا ہے۔

(۲) کیا یہ ممکن ہے کہ مرنے والا کسی نورانی شخص کے ساتھ گھوم سکتا ہے۔

(۳) کیا کسی مرنیوالے کی روح جو کچھ وہاں ہو رہا ہے وہ سب کچھ دیکھتی ہے۔

سائل...... حافظ نور محمد

الجواب حامداً ومصلیاً

مذکورہ شخص نے جن مناظر و واقعات کا مشاہدہ کیا ہے وہ موت کے بعد پیش آنے والے واقعات نہیں ہیں' کیونکہ اگر موت آئی ہوتی تو یہ دوبارہ دنیا میں واپس نہ آتے' البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ سکتہ کی حالت میں از خود رفتگی کے عالم میں موت کے نزدیک پہنچ کر اس جہاں کی کچھ جھلکیاں نظر آئیں۔

اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ زندگی نام ہے جسم کے ساتھ روح کے قوی تعلق کا' جسم کے ساتھ روح کا تعلق جتنا مضبوط ہوگا زندگی

کے آثار اتنے ہی زیادہ واضح اور نمایاں ہوں گے اور یہ تعلق جتنا کمزور ہوتا جائے گا زندگی کے آثار اتنے ہی کم ہوتے جائیں گے۔

بیداری کی حالت میں جسم اور روح کا یہ تعلق نہایت مضبوط ہوتا ہے اس لئے اس حالت میں زندگی اپنی بھرپور علامات اور مکمل خواص کے ساتھ موجود ہوتی ہے' اس حالت میں انسان کے تمام حواس کام کر رہے ہوتے ہیں' اس کے تمام اعضاء اپنے عمل کے لئے چوکس اور تیار ہوتے ہیں' انسان اپنے اختیار کو پوری طرح استعمال کرتا ہے اور اس کے سوچنے اور سمجھنے پر کوئی رکاوٹ موجود نہیں ہوتی' لیکن نیند کی حالت میں جسم کے ساتھ روح کا تعلق قدرے کمزور پڑ جاتا ہے' جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سونے کی حالت میں زندگی کی تمام علامتوں کا ظہور نہیں ہوتا وہ اپنے گردو پیش سے بے خبر ہو جاتا ہے نیند کی حالت میں وہ اپنے اختیار سے اپنے اعضاء کو استعمال نہیں کر سکتا نہ اس وقت معمول کے مطابق سوچنے سمجھنے کی پوزیشن میں ہوتا ہے لیکن اس حالت میں بھی روح کا تعلق جسم کے ساتھ اتنا مضبوط ضرور ہوتا ہے کہ اس کے جسم وارد ہونے والے واقعات کا احساس باقی رہتا ہے' چنانچہ اگر کوئی شخص اس کے جس میں سوئی چبھو دے تو اس کی تکلیف محسوس کر کے وہ بیدار ہو جاتا ہے۔

نیند سے بھی آگے ایک اور کیفیت بے ہوشی کی ہے اس کیفیت

میں جسم کے ساتھ روح کا رشتہ نیند کی حالت سے بھی زیادہ کمزور ہو جاتا ہے
'یہی وجہ ہے کہ مکمل بے ہوشی کی حالت میں انسان کے جسم پر نشتر بھی
چلائے جائیں تو اسے تکلیف کا احساس نہیں ہوتا اور بے ہوشی کی اس صفت
سے فائدہ اٹھا کر اس حالت کو بڑے بڑے آپریشنوں کے لئے استعمال کیا جاتا
ہے' اس حالت میں انسان کے جسم سے زندگی کی بیشتر علامات اور خاصیتیں
غائب ہو جاتی ہیں البتہ دل کی دھڑکن اور سانس کی آمدورفت باقی رہتی ہے'
جس سے اس کے زندہ ہونے کا پتہ چلتا ہے-

بے ہوشی سے بھی آگے ایک اور کیفیت بعض لوگوں پر شدید
بیماری کے عالم میں طاری ہوتی ہے جسے عرف عام میں سکتہ سے تعبیر کیا
جاتا ہے اس حالت میں زندگی کی تمام ظاہری علامات ختم ہو جاتی ہیں اور
صرف عام آدمی ہی نہیں' ڈاکٹر کو بھی بظاہر زندگی کی کوئی رمق معلوم نہیں
ہوتی' دل کی دھڑکن بند ہو جاتی ہے' سانس رک جاتا ہے' بلڈ پریشر غائب
ہو جاتا ہے' جسم کی حرارت تقریباً ختم ہو جاتی ہے' لیکن دماغ کے کسی مخفی
گوشے میں زندگی کی کوئی رمق روباقی ہوتی ہے یہی وہ حالات ہیں جس میں
ڈاکٹر صاحبان آخری چارہ کار کے طور پر تنفس یا دل کی دھڑکن کو بحال کرنے
کے لئے کچھ مصنوعی طریقے آزماتے ہیں بعض افراد پر یہ طریقے کامیاب
ہو جاتے ہیں اور مریض اس عمل کے بعد معمول کی زندگی کی طرف لوٹ

آتا ہے اور اس کے واپس آجانے ہی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ ابھی
تک مرا نہیں تھا اور اس کی روح بالکلیہ جسم سے جدا نہیں ہوتی' یہ زندگی کا
کمزور ترین درجہ ہے جس میں روح کا تعلق انسان کے جسم کے ساتھ بہت
معمولی سا رہ جاتا ہے پھر روح کا تعلق جسم سے جتنا کمزور ہوتا جاتا ہے اتنی ہی
وہ جسم کے قید سے آزاد ہوتی ہے' نیند کی حالت میں یہ آزادی کم ہے' بے
ہوشی کی حالت میں اس سے زیادہ' اور سکتہ کی حالت میں اس سے بھی زیادہ'
لہٰذا سکتہ کی یہ حالت جس میں روح کا تعلق جسم کے ساتھ بہت معمولی رہ
جاتا ہے اور جسم کی قید سے کافی حد تک آزاد ہو چکی ہوتی ہے- اس حالت میں
اگر کسی انسان کا ادراک اپنی روح کے سفر میں شریک ہو جائے اور اس مادی
زندگی کے اس پار دوسرے عالم کی کوئی جھلک نظر آجائے تو کچھ بعید از قیاس
نہیں' اور تاریخ میں ایسے واقعات ملتے ہیں جہاں اس قسم کے لوگوں نے عالم
بالا کے کچھ مناظر کا مشاہدہ کیا لیکن اس بارے میں چند باتیں ذہن نشین رکھنی
ضروری ہیں-

(1) مذکورہ شخص نے اور ان کے علاوہ جن لوگوں کو یہ مناظر نظر آئے
انہیں ابھی تک موت نہیں آئی تھی لہٰذا جو کچھ انہوں نے دیکھا وہ دوسرے
جہاں کی جھلکیاں تو ہو سکتی ہیں' لیکن مرنے کے بعد پیش آنے والے واقعات
نہیں-

(2) جس حالت میں ان لوگوں نے یہ مناظر دیکھے وہ زندگی ہی کی ایک حالت اور کم از کم دماغ کے مخفی گوشوں میں ابھی زندگی باقی تھی، لہٰذا ان نظاروں میں دماغ کے تصرف کا امکان بعید از قیاس نہیں۔

(ماخوذ از "ذکر و فکر" شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم مضمون "دنیا کے اس پار")

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف عفا اللہ عنہ
۲۴/۵/۱۴۱۹ھ

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
محمد یعقوب عفا اللہ عنہ
دار الافتاء دار العلوم کراچی نمبر ۱۴
۲۴/۵/۱۴۱۹ھ

وَكَانَ اللهُ عَلِيمًا حَلِيمًا (احزاب)

عِلم اور حِلم

حضرت مولانا محمود اشرف عثمانی دامت برکاتہم
استاذِ حدیث و مفتی دار العلوم کراچی

اِدارۂ اِسلامیات کراچی